مطالعہ قرآن میں ’ برنارڈ لیوس‘ کے منہج کا تنقیدی جائزہ

CRITICAL ANALYSIS OF BERNARD LEWIS'S APPROACH TO THE STUDY OF QUR'AN

اسماء عزیز* / کشف الدجی**

Abstract:
Bernard Lewis is one of the most widely read orientalists of Islamic history in the Middle East. His proposed recommendation has been widely welcomed by Western policymakers. Lewis did not write an account of the Holy Qur'an but his views about Quran are scattered in his various academic works. Lewis's special focus was on the Qur'an. He raised questions about the divine status of the holy book and the literacy of the Prophet of Islam. He argued that the sources of the Qur'an are Jewish and Christian in origin. This article comprises a critical analysis of Lewis's approach to the study of the Qur'an. A critical and analytical methodology has been adopted in the context of Bernard Lewis's controversies and scepticism regarding the Quran. The purpose of this study is to emphasise the refutations created by Bernard Lewis on the prestigious book Holy Quran.
Key Words: Orientalists and Qur'an, Bernard Lewis and Qur'an, Soursec of Qur'an, Skepticism in Qur'an. History of Qur'an

برنارڈ لیوس کو عصرِ حاضر کی استشراقیت کا ترجمان کہا جاتا ہے، جس نے فلسفہ، ثقافت اور مذہب پر تاریخ کے تناظر میں گرانقدر تحریری سرمایہ چھوڑا ہے۔ وہ برطانوی امریکی تاریخ دان تھا جس کا اختصاص استشراقی علوم تھے اگرچہ وہ ایک عوامی دانشور اور سیاسی مبصر کے طور پر زیادہ مشہور تھا۔ ’لیوس‘ عربی، عبرانی، ترکی اور فارسی سمیت خطے کی زبانوں میں مہارت رکھتا تھا اور اس نے مختلف مقاصد کے لیے مشرق وسطٰی کے متعدد ممالک کے سفر کیے۔ مشرق وسطٰی، اسلام اور یہودیت سے متعلق اس کی تحریروں کو پڑھے بغیر دورِ حاضر کے مستشرقین کا مطمعِ نظر مکمل طور پر واضح نہیں ہو سکتا۔ مغرب میں لیوس کی مشرق وسطٰی کے معاملات میں دلچسپی کو دیکھتے ہوئے اسے خطے کے معاملات میں ماہر مفکر کے طور پر اہمیت و مقام دیا جاتا ہے۔ برنارڈ لیوس نے قرآن کریم کے متعلق کوئی مستقل کتاب تصنیف نہیں کی لیکن اپنے چھوڑے وسیع ذخیرہ کتب میں اس کی آراء بکھری ہوئی موجود ہیں۔

قرآن مجید ہدایت، علم اور دستورِ اخلاق ہے۔ مسلمان علماء کرام نے قرآن کریم کی تعریف یوں کی ہے:

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی فیصل آباد
** ویزٹنگ لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی فیصل آباد

"كلام الله المعجز، المنزل على خاتم الأنبياء والمرسلين، بواسطة الأمين جبريل عليه السلام المكتوب في المصاحف المنقول إلينا بالتواتر المتعبد بتلاوته المبدوء بسورة الفاتحة المختتم بسورة الناس"(1)

(قرآن) اللہ تعالیٰ کا معجزہ نما کلام ہے جو خاتم النبیین والمرسلین ﷺ پر حضرت جبرائیل امینؑ کے ذریعے نازل کیا گیا اور مصحف میں لکھا ہوا ہے اور ہم تک تواتر سے پہنچا اور اس کی تلاوت عبادت ہے۔ اس کی ابتدا سورۃ فاتحہ سے اور خاتمہ سورۃ الناس پر ہوا ہے۔)

مسلم روایت کے مقابل 'برنارڈ لیوس' نے قرآن کی تعریف کچھ اس طرح کی ہے:

"The Quran may be called the Muslim scripture; it cannot be called the Muslim Bible. For Muslims it is a single book, in the most literal sense the word of God, dictated to the Prophet by the angel Gabriel. Most historians consider it an authentic contemporary record of the teaching and activities of Muhammad, dating from his lifetime in a recession compiled very shortly after his death. Unlike the Old and New Testaments, it is not collection of texts assembled from works written over a period of time; it is the work of single author, arising from a single career."(2)

(قرآن کو مسلم صحیفہ کہا جا سکتا ہے۔ اسے مسلم بائبل نہیں کہا جا سکتا۔ اور یہ مسلمانوں کے پاس واحد و یکتا کتاب ہے اگر لغوی معنی بھی مراد لیے جائیں تو یہ خدا کا کلام (قرآن کریم)، جو فرشتہ جبرائیل کے ذریعے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اِملا کیا گیا تھا۔ مؤرخین کی ایک بڑی جماعت اسے محمد کی تعلیمات اور سرگرمیوں کا ایک مستند ماخذ مانتے ہیں، جو ان کی زندگی کے زمانے سے بعد از تنقیح ان کی وفات کے بہت دیر بعد مرتب کیا گیا۔ یہ قرآن مجید پرانے اور نئے عہد نامے کے برعکس، ایک مدت کے دوران مختلف کتب سے جمع کردہ نصوص کا مجموعہ نہیں ہے، بلکہ یہ تو ایک مؤلف کا کام ہے جو شخص واحد کی زندگی سے متعلق ہے۔)

لیوس مزید لکھتا ہے:

"Most western Scholars have accepted the Quran as historically authentic-Some modern scholars, however, chiefly in the Soviet Union, have argued that the text was actually composed under the caliphs."(3)

(زیادہ تر مغربی اہل علم تاریخی اعتبار سے قرآن مجید کی صداقت اور پختگی کو قبول کرتے ہیں تاہم کچھ جدید خاص طور پر سویت یونین کے مفکرین کا خیال ہے کہ یہ خلفاء کے ادوار میں مرتب اور تالیف کیا گیا تھا۔)

لیوس نے اس تعریف میں صحیح معلومات اور مشکوک معلومات میں اختلاط پیدا کر دیا ہے۔ لیوس قرآن مجید کے بارے میں اکثر حقائق کو نظر انداز کرتا ہے۔ 'لیوس' لفظی معنوں میں تذبذب کا شکار ہے۔ وہ کہتا ہے کہ قرآن مجید وہ ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کو جبرائیل کے ذریعے dictate' اِملا' یعنی لکھوایا گیا بجائے اس کے کہ وہ لفظ revelation 'وحی' استعمال کرتا یا یہ کہتا کہ قرآن آپ ﷺ پر نازل کیا گیا۔ لفظ املاء اور 'وحی' میں واضح فرق ہے۔ قرآن میں " اِملا" کا لفظ ان قصے کہانیوں کے بارے میں استعمال ہوا ہے جن کے بارے میں مشرکین کا خیال تھا کہ یہ نبی اکرم ﷺ کو لکھوائے گئے ہیں۔ قرآن کی آیت کریمہ میں اس کی جانب اشارہ کیا گیا ہے:

"وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا"[4]

(اور انھوں نے کہا یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں، جو اس نے لکھوالی ہیں، تو وہ پہلے اور پچھلے پہر اس پر پڑھی جاتی ہیں۔)

لفظ " اِملا" اور وحی میں فرق واضح ہے۔ قرآن میں جہاں لفظ 'اِملا' (لکھوانے) کا استعمال ہوا ہے۔ تو اس سے مراد لکھنے والے شخص کا موجود ہونا ہے۔ امام راغب اصفہانیؒ اس ضمن میں رقم طراز ہیں: "اصل میں 'مِلَّ' کا لفظ اَمْلَلْتُ الكِتَابَ سے مشتق ہے جس کے معنی لکھوانے کے ہیں۔[5] قرآن میں ہے:

"فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَفَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ"[6]

(پھر اگر وہ شخص جس کے ذمے حق (قرض) ہے، بے سمجھ یا کمزور ہے، یا وہ طاقت نہیں رکھتا کہ خود لکھوائے تو اس کا ولی انصاف کے ساتھ لکھوادے۔)

رسول ﷺ پر اللہ کی وحی نازل ہوتی تھی جو حضرت جبرائیل کے ذریعے رسول ﷺ حفظ کرتے اور متواتر نماز پنجگانہ میں اس کی تلاوت فرماتے اس طرح صحابہ کرامؓ بھی وحی الٰہی کو حفظ کرتے۔ آپ ﷺ کاتبینِ وحی کو بھی لکھواتے۔ قرآن مجید کی آیات اس عمل کی تائید کرتی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ o عَلٰي قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ"[7]

(اور بے شک یہ یقیناً رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے۔ جسے امانت دار فرشتہ لے کر اترا ہے۔)

اور اسی طرح متعدد مقامات پر لفظ 'وحی' کا استعمال ہوا ہے۔ مثلاً:

"وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ"[8]

(اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے، تاکہ میں تمھیں اس کے ساتھ ڈراؤں اور اسے بھی جس تک یہ پہنچے۔)

'لیوس' نے قرآن کی تعریف بیان کرتے ہوئے اس بات پر انحصار کیا ہے کہ قرآن مجید صرف نبی اکرم ﷺ کے اعمال وافعال اور دیگر سرگرمیوں کا ریکارڈ ہے۔ یہاں 'لیوس' قرآن مجید کی حقانیت اور وجوہِ اعجاز میں تجاہل سے کام لیتا ہے۔ امام قرطبیؒ اپنی تفسیر جامع الاحکام میں وجوہِ اعجاز کی وضاحت کرتے ہیں جس کے ذریعے وہ ان مقامات کی وضاحت کرتے ہیں جس پر قرآن مشتمل ہے۔ قرآن کے اعجازی اسلوب کو یوں بیان کرتے ہیں:

''و النظم البديع المخالف لكل نظم معهود في لسان العرب وفي غيرها .... والأسلوب المخالف لجميع أساليب العرب ، والجزالة التي لا تصح من مخلوق بحال ، والتصرف في لسان العرب على وجه لا يستقل به عربي ، حتى يقع منهم الاتفاق جميعهم على إصابته في وضع كل كلمة وحرف موضعه ، ومنها الإخبار عن الأمور التي تقدمت في أول الدنيا إلى وقت نزوله من أمي ماكان يتلو من قبله من كتاب ولا يخطه بيمنه''(9)

(قرآن مجید سارے کا سارا معجزہ ہے اور یہ انوکھے نظم پر مشتمل ہے جو ہر اس نظم سے مختلف ہے جو اس دور میں عرب زبان یا عرب اسلوب میں رائج تھا اور اسالیب عرب کے تمام اسالیب سے یگانہ ہے اور ایسی فصاحت پر مشتمل ہے جو مخلوق سے کسی بھی حالت میں متوقع نہیں۔ زبان عرب میں کسی بھی اعتبار سے تصرف اور تبدیلی ممکن نہیں۔ یہ ہر کلمے اور حرف کو وضع کرتے ہوئے اس کے درست ہونے پر اتفاق ہے۔ وجوہِ اعجاز میں سابقہ امتوں سے لے کر قرآن مجید کے زمانہ نزول تک تمام حالات و واقعات کی معلومات موجود ہیں۔ جو نازل کیا گیا ہے ایسے اُمی کی طرف جو اپنے دل سے تلاوت کرتا تھا اپنے ہاتھ سے لکھتا نہیں تھا۔)

وجوہِ اعجاز میں ایک اور حکمت بیان کرتے ہوئے امام قرطبیؒ مزید رقم طراز ہیں:

''وجوہِ اعجاز میں ان وعدوں کا پورا ہونا اور جو وعدے اللہ تعالیٰ نے کیے تھے ان کا پورا ہونا بھی شامل ہے۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کی نصرت و مدد کا وعدہ جب آپ ﷺ کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا اور دیگر عہد الٰہی شامل ہیں۔''(10)

اسی طرح سے قرآن میں موجود پیشن گوئیاں، احکامات، کلیات، نیز تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق گفتگو کی گئی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں واضح طور پر اعلان کر دیا ہے کہ اللہ کی واحد و یکتا ذات پر توکل اور مکمل بھروسا کرنے والے کو خدائے بزرگ و برتر کی ذات ہی کافی وشافی ہو جاتی ہے۔ قرآن میں ہے:

''وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ''(11)

(اور جو کوئی اللہ پر بھروسا کرے تو وہ اسے کافی ہے)

اسی طرح مستقبل کے متعلق کچھ واقعات کی خبریں جن کے متعلق صرف وحی کے ذریعے معلوم کیا جا سکتا ہے اور قرآن کا اعجاز اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کو بشارت دی کہ آپ ﷺ کا دین تمام ادیان پر غالب و حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰي وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ''(12)

(وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا، تاکہ اسے ہر دین پر غالب کر دے، خواہ مشرک لوگ برا جانیں۔)

قرآن میں آنے والے واقعات کی پیشین گوئی کو یوں بیان کیا ہے:

''الٓمّٓ o غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ''(13)

(الم۔ رومی مغلوب ہوگئے۔ سب سے قریب زمین میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آئیں گے۔)

قرآن مجید کا یہ انوکھا اعجاز ہے کہ قرآن مجید ان علوم پر بھی مشتمل ہے۔ جو زندگی کے عمومی معاملات کے لیے ضروری ہیں۔ جیسے حلال و حرام کے مسائل اور وہ تمام احکام جو بغیر کسی اختلاف کے ظاہری اور باطنی امور پر مشتمل ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

''وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا''(14)

(اور اگر وہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔)

کتب سماویہ اور یہود و نصاریٰ سے استفادہ

قرآن کے ماخذ کے حوالے سے مستشرقین کا روایتی اور عمومی نظریہ یہ ہے کہ قرآن یہود و نصاریٰ کی کتب سے ماخوذ ہے اور اہلِ عرب کے من گھڑت قصے کہانیوں سے اس کا مواد اکٹھا کیا گیا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے اس مجموعے کو الہامی حیثیت سے اپنی قوم کے سامنے پیش کیا۔ یہ نظریہ استشراقی اہلِ علم کے نزدیک عموماً پایا جاتا رہا ہے۔ قرآنیات پر استشراقی فکر کی ابتدا کرنے والا مستشرق جارج سیل (George Sale) اپنے مفروضات کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ قرآن محمد ﷺ کی تصنیف ہے اور اس کی تحریر میں انہیں دیگر افراد کی مدد بھی حاصل رہی ہوگی۔ 'سیل' کے الفاظ یہ ہیں:

"Muhammad was really the author and chief contriver of the Koran is beyond dispute, though it is highly probable that he had no small assistance in his design from others, as his countrymen failed not to object to him."(15)

(یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ قرآن کے مصنف بڑے منصوبہ ساز محمد ﷺ تھے، اگرچہ امکانِ غالب یہ ہے کہ انہیں اس کی ترکیب و ترتیب میں دیگر افراد سے غیر معمولی مدد حاصل رہی تھی۔ جیسا کہ ان کے

ہم وطن ان پر اس اعتراض میں چونکے نہیں۔)

برنارڈ اپنے پیش رو مستشرقین کی پیروی کرتے ہوئے ان کے مفروضات کو ہی اپنی تحریروں میں زیر بحث لاتا ہے۔ لیوس کے مطابق:

"According to Sīra, he was acquainted with both Jews and Christians, and the Quran is clearly linked to the preceding Jewish and Christian scriptures. The very ideas of monotheism and revelation."(16)

(سیرت کے مطابق وہ یہود و نصاریٰ دونوں سے شناسا تھے اور قرآن واضح طور پر سابقہ یہود و نصاریٰ کے صحیفوں سے منسلک ہے۔ خاص طور پر عقیدہ توحید اور وحی کے تصورات میں۔)

برنارڈ کے مطابق قرآن یہود و نصاریٰ کی سابقہ تعلیمات سے ماخوذ ہے۔ قرآن میں مذکورہ قصے کہانیاں تمام واقعات یہود و نصاریٰ کی کتب سے لیے گئے ہیں۔ اور برنارڈ کے مطابق ان قصے کہانیوں کا علم ابتدائی مسلمانوں نے یہود و نصاریٰ تاجروں سے حاصل کیا۔ برنارڈ مزید لکھتا ہے:

"The early Muslims biblical knowledge was indirectly acquired, probably from Jewish and Christian traders and travelers."(17)

(ابتدائی مسلمانوں نے بائبل کا علم بلاواسطہ حاصل کیا، غالباً یہود اور عیسائی تاجروں اور سیاحوں سے۔)

'برنارڈ لیوس' کے مطابق مسلمانوں نے عیسائی اور یہودی تاجروں اور سیاحوں سے ان کی سابقہ کتب کے قصے سنے اور جب قرآن کو لکھنے کی روایت عمل میں آئی تو یہ لوگ ان قصے کہانیوں کو قرآن میں شامل کرتے گئے اور اس طرح قرآن ان قصے کہانیوں کا منبع بن گیا۔ برنارڈ کا یہ اعتراض سابقہ مستشرقین سے مختلف نہیں کیونکہ وہ بھی ان روایات کی پیروی کرتے ہیں جیسے مشہور مستشرق منٹگمری واٹ قرآن کو یہود و نصاریٰ سے ماخوذ قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے:

"The earliest passages of the Quran show that it stands with the tradition of Judes-Christian monotheism with its conception of God, The Creator, of resurrection and judgment and of revelation. In late passages, the dependence on the Biblical tradition becomes even more marked, for they contain much material from the old and New Testament."(18)

(قرآن کے ابتدائی بیانات میں خدا، توحید، وحی اور آخرت وغیرہ ایسے تصورات یہود و نصاریٰ میں سے ہیں۔ بعد کے بیانات میں تو بائبل کی روایات پر انحصار اور بھی نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ یہ بیانات اکثر و بیشتر عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید کے مواد پر مشتمل ہیں۔)

آپ ﷺ کے یہود و نصاریٰ سے استفادے کے ذرائع اور امکانات سے متعلق واٹ کا مفروضہ یہی ہے کہ محمد ﷺ نے ان تمام احکام و قوانین اور واقعات کو یہود و نصاریٰ کے تاجروں سے لیے اور اسے اپنی کتاب میں شامل کر کے انہیں وحی الٰہی کا نام دے دیا۔ واٹ کے مطابق ہو سکتا ہے محمد ﷺ یہودیوں اور عیسائیوں سے ملتے ہوں اور دینی امور پر ان سے مسائل معلوم کرتے ہوں یا ممکن ہے کہ عیسائی عرب تجارت کی غرض سے مکہ میں آئے ہوں۔ کچھ بدو قبائل اور ان کی بعض شاخیں بھی عیسائی تھیں۔ یہ عیسائی مکے کے تجارتی میلوں میں شرکت کیا کرتے ہوں گے۔ مدینے اور بعض دیگر مقامات پر بھی یہود کے بعض اہم قبائل مقیم تھے۔ لہٰذا ایسے عناصر سے گفت و شنید کے مواقع اور امکانات موجود ہیں۔ خدیجہؓ کے عیسائی چچازاد ورقہ سے محمد ﷺ کی ملاقات تو ایک تاریخی حقیقت ہے۔[19]

قرآن کریم واضح اعلان کرتا ہے کہ وہ سابقہ الہامی کتابوں کا محافظ اور ان کتابوں میں تحریفات کی نشاندہی کرنے والا ہے۔ قرآن کے اعجاز علمی کے ضمن میں مغرب کے ہی معروف محقق ڈاکٹر 'موریس بکائی' اپنی کتاب The Bible, The Quran and Science میں نہایت مستحکم و مدلل دلائل سے تورات و انجیل میں تحریفات کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

> "Since the Quran does not contain a single scientific statement that is unacceptable."[20]

(قرآن مجید کے موضوعات میں کسی بھی اعتبار سے تناقض و اختلاف موجود نہیں ہے۔)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

> "قرآنی نصوص کی جانب جو چیز حیرانی کو ابھارتی ہے۔ وہ قرآن کے وسیع موضوعات ہیں مثلاً انسانی تخلیق، علم الافلاک اور کچھ خاص موضوعات جو زمین سے متعلق ہیں۔ عالم حیوانات، نباتات اور انسانی نسل کا تذکرہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تورات میں واضح اور بڑی غلطیاں دیکھی جا سکتی ہیں جبکہ قرآن مجید ہر خطا سے پاک ہے۔ اس میں کسی قسم کے ابہام کا انکشاف نہیں ہوا۔ یہ چیز مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں سوچوں کہ اگر قرآن مجید کا کاتب انسان ہوتا تو کیسے ممکن تھا کہ ایسا کچھ لکھے جو ساتویں صدی میں بھی اتنا واضح ہو کہ موجودہ دور کے علمی معارف و واقعات کے موافق ہو۔"[21]

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید کی صداقت و حقانیت کا اعلان یوں فرماتا ہے:

"وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ الۡكِتٰبِ وَمُهَيۡمِنًا عَلَيۡهِ"[22]

(اور ہم نے تیری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ بھیجی، اس حال میں کہ اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو کتابوں میں سے اس سے پہلے ہے اور اس پر محافظ ہے۔)

مزید ارشاد ہوتا ہے:

"تِلۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَيۡبِ نُوۡحِيۡهَاۤ اِلَيۡكَ ۚ مَا كُنۡتَ تَعۡلَمُهَاۤ اَنۡتَ وَلَا قَوۡمُكَ مِنۡ قَبۡلِ"[23]

(یہ غیب کی خبروں سے ہے جنھیں ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں، اس سے پہلے نہ تو انھیں جانتا تھا اور نہ تیری قوم)

قابلِ غور بات یہ ہے کہ 'موریس بکائی' بائبل میں موجود غلطیوں کی مسلمان علماء کے حوالے سے نہیں بلکہ اپنے ہم نوا مغربی و عیسائی مستشرقین کے حوالے سے نشاندہی کرتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب میں اس نوع کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"As we have already seen in the proceeding chapter, historical errors were found in the Bible and we have quoted several of their pinpointed by Jewish and Christian experts in exegesis."(24)

(جیسا کہ اس باب میں ہم نے قبل ازیں دیکھا بائبل میں تاریخی غلطیاں موجود ہیں۔ ہم نے ان غلطیوں میں سے متعدد کے حوالے بھی دیے، جن کی نشان دہی یہودی اور مسیحی ماہرین نے تفسیروں میں کی ہے۔)

اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ 'لیوس' کی کوشش و حرص یہ ہے کہ وہ قرآن مجید کے مصدق ہونے میں شکوک پیدا کرے، وہ گمان کرتا ہے کہ قرآن مجید تنقیح کے بعد نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد جمع کیا گیا لیکن 'لیوس' اس تنقیح کی وضاحت پیش کرنے سے یکسر قاصر ہے۔ نظر ثانی کی ضرورت تو انسانوں کے کام پر ہوتی ہے لیکن قرآن مجید جو کلام الٰہی ہے اس میں تحقیق و تفتیش کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ قرآن مجید من و عن جیسے نازل ہوا تھا، رہتی دنیا تک اسی حالت میں قائم رہے گا۔ عہد نامہ قدیم اور جدید سے قرآن کے مقابلے اور موازنے کی کوئی توجیہ پیش نہیں کی جا سکتی لیکن 'لیوس' ایسی عبارات کے استعمال پر اصرار کرتا ہے جو قاری کے ذہن میں شکوک و شبہات پیدا کر سکیں۔ بلاشبہ قرآن کا مصنف ذاتِ باری تعالیٰ ہے اور وہ واحد و یکتا ہے۔ 'لیوس' سوویت یونین کے اہل علم کی مناسبت سے یہ دعویٰ کرتے ہوئے تنقید کرتا ہے کہ وہ قرآن کی تدوین اور تحریر کو خلفاء کے دور سے منسلک کرتے ہیں۔ یہ شبہ محض سویت یونین کے مفکرین تک محدود نہیں ہے بلکہ مغربی مفکرین اور دیگر کیمونسٹ مستشرقین کی رائے بھی اس سے مختلف نہیں۔ ساسی سالم الحاج نے اپنی تصنیف میں مغربی مستشرقین کے ایک گروہ کا حوالہ دیا ہے جنہوں نے کہا کہ کیمونسٹ مستشرقین بشمول گولڈزہیر، منٹگمری واٹ، بلاشیر، کلیمان اور تسدال وغیرہ بھی ایسا ہی نقطہ نظر رکھتے ہیں۔[25]

قرآن۔ اوّلین و مستند ماخذ سیرت

قرآن مجید اللہ کی جامع اور آخری الہامی کتاب ہے۔ قرآن مجید کو سیرت کا ماخذ ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کتاب کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیغمبر آخری الزماں محمد پر نازل فرمایا جنھوں نے وحی الٰہی کو من و عن قوم تک منتقل کیا۔ قرآن کریم بغیر کسی شک و شبہ کے تقریباً چودہ سو صدیوں سے نسل در نسل منتقل ہو رہا ہے اور قیامت تک یونہی منتقل ہوتا رہے گا کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود پروردگار عالم نے لیا ہے۔

مستشرقین کی جماعت رسول ﷺ کی ذاتِ اقدس پر تشکیک و شبہات پیدا کرنے کی سعی میں قرآن کو بھی رسول اللہ ﷺ کی تصنیف قرار دیتے ہے۔ حالانکہ قرآن تو خود رسول ﷺ کی سیرت کی تحریر و تدوین میں بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتاہے اور مستند مسلمان مؤرخین قرآن کریم کو سیرت نبوی ﷺ کا سچا ذریعہ سمجھتے ہیں۔۔ برنارڈ کے مطابق:

"The major source for the life of the Prophet is the Quran... Modern writers who followed it."(26)

بلاشبہ قرآن صرف ایک تاریخی کتاب نہیں بلکہ رہنمائی کا سرچشمہ ہے اور دعوت دیتا ہے غور و فکر کی۔ قرآن میں مختلف واقعات کے تذکرے میں ہدایت اور غور و فکر کا واضح پیغام موجود ہے۔ قرآن جس طرح غزوہ بدر کے واقعہ کو بیان کرتا ہے برنارڈ، اس کے متعلق لکھتاہے:

"The achievements of Badr are celebrated in the Quran as an expression of divine God will."(27)

(غزوہ بدر کی کامیابیوں کو قرآن میں خدا کی خوشنودی کے طور پر منایا گیا۔)

قرآن میں تاریخی واقعات کا تذکرہ محض ان سے عبرت حاصل کرنے اور غور و فکر کی دعوت کے لیے کیا گیاہے۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ قرآن کو محض سیرت النبی ﷺ کی کتاب یا محض واقعات کی کتاب کہہ دیا جائے۔ بلاشبہ قرآن سیرت رسول ﷺ کا اولین اور مستند ترین ماخذ ہے۔

مہدی رزق اللہ قرآن کو سیرت النبوی ﷺ کا بنیادی مصادر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ینبغی ان یکون القرآن الکریم، لأنه نص قطعی الثبوت، بل هوأصح نص عرضة البشرية فی تاریخها، ولیس من الایمان أومن أبجدیات المنهج العلمی التغاضی عن هذه الحقیقة التی لا تحتاج إلی کثیر قلام لاثبات ذلک"(28)

(چونکہ قرآن کریم لاریب کتاب ہے۔ اس کا ثبوت قطعی ہے اور یہ صحیح ترین بیان ہے۔ لہٰذا سیرت نبوی ﷺ کا اولین اور اصل ماخذ قرآن کریم ہے۔ یہ ثابت کرنے کے لیے مزید کلام کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا انکار ایمان سے دست بردار ہونے کے مترادف اور علم و عقل سے بے بہرہ ہونے کی علامت ہے۔)

مزید لکھتے ہیں:

"وقد تناول القرآن أمور أتاریخیة اخری سوی سیرة الرسول ﷺ مثل الحدیث عن العرب قبل بعثة الرسول ﷺ، وحیاتهم الاجتاعیة، والسیاسیة والدینیة، والاقتصادیة، والثقافیة، کما تناول القرآن الأمم الأخری التی کانت فی جزیرة العرب"(29)

(قرآن مجید نے قبل از اسلام عربوں کی دینی، سیاسی، معاشرتی، اقتصادی اور ثقافتی زندگی کے بارے میں بہت سے معاملات کی تصویر کشی کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید نے جزیرہ نمائے عرب پر بھی روشنی ڈالی ہے۔)

اس کے علاوہ قرآن سابقہ پیغمبروں کے واقعات کو واضح بیان کرتا ہے جیسے بنی اسرائیل کی قوم کے واقعات، ان کی تاریخ، انبیاء کے ساتھ ان کا رویہ، ان کے سماجی، مذہبی اور سیاسی حالات وغیرہ۔

جہاں تک رسول ﷺ کی سیرتِ طیبہ ﷺ کے لیے قرآن کو مصدر کی حیثیت حاصل ہے۔ فاروق حمادہ ماخذ و مصادرِ سیرت پر مفصل بحث کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"وهو أول المصادر القيبى يرجع الها فى معرفة حياة المصطفى و سيرته. و فى ثنايا القرآن الكريم كثير من الآيات التى عرضت لحاته قبل البعثة ولعدها كحديثه عن يتصه وفقره"[30]

(نبی ﷺ کی حیاتِ مبارکہ اور سیرت کو جاننے کے لیے قرآن اوّلین مصدر رہے، قرآن میں کثیر تعداد میں نبی ﷺ کی سیرت کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے جو نبی ﷺ کی قبل اور بعد از بعثت سوانح حیات کی شاہد ہیں جیسے رسول ﷺ کے بچپن کا تذکرہ ان الفاظ میں بیان کیا گیا۔)

"اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى "[31]

(کیا اس نے تجھے یتیم پا کر جگہ نہیں دی؟ اور تجھے راہ بھولا پا کر ہدایت نہیں دی۔)

جہاں تک 'لیوس' کا یہ کہنا کہ قرآن میں غزوہ بدر میں مسلمانوں کی فتح کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ گویا لیوس کی رائے کے مطابق قرآن مسلمانوں کی حمایت کے لیے نازل ہوا ہے۔ 'لیوس' کے مطابق مسلمانوں نے بدر کے مقام پر مشرکین کو شکست دی اور مالِ غنیمت لوٹ لیا کیونکہ قرآن مسلمانوں کو لوٹ مار کرنے اور مالِ غنیمت حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ جہاں تک مالِ غنیمت کی تقسیم کا معاملہ ہے اللہ نے اس کا واضح حکم مسلمانوں کو عطا کر دیا۔ قرآن اس واقع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بیان کرتا ہے:

"وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰي وَالْيَتٰمٰي وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ "[32]

(اور جان لو کہ تم جو کچھ بھی غنیمت حاصل کرو تو بے شک اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لیے اور رسول کے لیے اور قرابت دار اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کے لیے ہے۔)

لیوس کے اندازے کے مطابق قرآن مسلمانوں کی کامیابی کا جشن مناتا ہے حالانکہ قرآن کے ہی قول کے مطابق مسلمانوں کی تمام فتح و کامیابی خدا تعالیٰ کی طرف ہی منسوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ

بَلَاءً حَسَنًا"(33)

(پس تم نے انھیں قتل نہیں کیا اور لیکن اللہ نے انھیں قتل کیا اور تو نے نہیں پھینکا جب تو نے پھینکا اور لیکن اللہ نے پھینکا اور تاکہ وہ مومنوں کو انعام عطا کرے، اپنی طرف سے اچھا انعام۔)

قرآن مجید کے حوالے سے برنارڈ جو کچھ بھی معلومات فراہم کرتا ہے، اس کا ماخذ تاریخی کتب یا سیرۃ نبویہ کی تدوین ہے۔ نصوص قرآن پر تنقید کرتے ہوئے اس نے وہی طریقہ اختیار کیا ہے جو یہود و نصاریٰ نے اپنی نصوص مقدسہ میں اختیار کیا ہے۔ برنارڈ لیوس منفرد طرز اسلوب اختیار کرتا ہے وہ اپنے نزدیک قائم شدہ ایک مسلمہ بنیاد یا مفروضے سے اپنے نظریات کو پرکھتا ہے، اور انہیں سچ ثابت کرنے کے لیے کوئی ٹھوس اور واضح دلیل پیش کرنے سے قاصر ہے۔ لیوس اپنے پیش رو مستشرقین کے مفروضات کا سہارا لیتا ہے۔ لیوس کی تحقیقی کاوشوں میں ایک بنیادی نقص یہ ہے کہ وہ اپنے ہم عصر اور پیش رو مستشرقین کے اعتراضات کی استنادی حیثیت سے قطع نظر محض اپنے نظریے کے اثبات کے لیے ان کی آراء کو من و عن نقل کرتا ہے اور اپنی تحریروں میں غلط اور درست معلومات، مثبت اور منفی آراء اور بین السطور شبہات بیک وقت پیش کر کے قارئین کو تشکیک اور شبہات میں مبتلا کر دیتا ہے جو کہ مسلمان نوجوانوں اور نو مسلم کے لیے خطرناک ہے۔

حوالہ جات

1۔ عبد العزیز، امیر، دراسات فی علوم القرآن، بیروت، موسسۃ الفرقان، ۱۴۰۳ھ، ص ۱۰

2. Lewis, Bernard,Islam: From the Prophet Muhammad to the Capture of Constantinople: Religion and Society, New York , Oxford University Press, 1987, vol 2, p:xviii

3. Ibid

4۔ الفرقان (۲۵) ۵

5۔ اصفہانی، راغب ابو القاسم حسین البنن محمد، المفردات فی غریب القرآن، دار القلم، دمشق، 1498ھ، ص ۳۲۴

6۔ البقرہ (۲) ۲۸۲

7۔ الشعراء (۲۶) ۱۹۳۔۱۹۴

8۔ انعام (۶) ۱۹

9۔ قرطبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد، الجامع الاحکام القرآن، دمشق، دارالفکر، ۱۴۰۷ھ، ج۱، ص۷۳۔۷۵

10۔ ایضاً

11۔ الطلاق(۶۵) ۳

12۔ التوبہ(۹) ۳۳

13۔ الروم(۳۰) ۲

14۔ النساء(۴) ۸۲

15. Sale, George, The Koran, New York, Frederick Warne & Co, 1891, P:50

16. Lewis, Bernard, The Arabs in History, New York, Oxford University Press, 1992, P.35

17. Ibid

18. Watt.W. Montgomery,Muhammad,Prophet,and Statesman, London, Oxford University Press, 1974, P.39

19. Ibid

20. Bucaille, Maurice, The Bible the Quran and Science, United States, Create Space Independent Publishing, 2003,p. 86

21. Ibid

22۔ المائدہ(۵) ۴۸

23۔ ھود(۱۱) ۴۹

24. Bucaille, The Bible the Quran and Science, P.31

25۔ الحاج، ساسی عالم، اظاهرة الاستشراقية وأثرها على الدراسات الاسلاميه، مالطا، مرکز دراسات العالم الاسلامی، 1991ء، ص۳۰۔۳۲

26. Lewis, Bernard, The Arabs in History, P.34

27. Ibid, P.41

28۔ مہدی رزق اللہ، السيرة النبوية في ضوء المصادر الاصلية، الریاض، دراسة تحليلية، ۱۴۱۲ھ، ص۱۶

29۔ ایضاً

30۔ حمادہ، فاروق، مصادر السیرۃ النبویۃ وتقویمھا، الدار البیضاء، ۱۴۰۰ھ، ص۲۳

31۔ الضحیٰ(۹۳) ۶۔۷

32۔ انفال(۸) ۴۱

33۔ انفال(۸) ۱۷